جناب اسداللہ خان غالب *

خطبات مشاہیر

میرا خیال تھا کہ زندگی بھر خطبات بہاولپور کے سحر سے نہیں نکل سکوں گا۔ ڈاکٹر محمد حمید اللہ نے یہ خطبات فی البدیہہ ارشاد فرمائے۔ کس قدر مشکل موضوع اور بیان میں کس قدر روانی اور سلاست۔ بچپن میں خطبات مدراس نظروں سے گزرے، سیرت نبوی ﷺ کے موضوع پر انتہائی دلکش اور پرتاثیر انداز بیان سید سلیمان ندوی کی زبان سے۔ ماشااللہ۔ انسان جھوم جھوم اٹھتا ہے۔

مگر اب جو خطبات مشاہیر دیکھنے کا موقع ملا، اللہ تفصیل سے پڑھنے کی توفیق بھی عنائت فرمائے تو ذہن کسی اور طرف نکل گیا۔ اس کے مولف مولانا سمیع الحق ہیں۔ یہ اندازہ کرنا مشکل ہے کہ وہ ایک درسگاہ کے منتظم ہیں، یا علم وتحقیق کے ایک بحر بیکراں کے شناور یا جہاد اسلامی کے ایک عظیم سپاہ سالار۔ مگر میں اس وقت ان کی علمی کاوشوں کو مدنظر رکھوں گا۔ اس سے پہلے دس جلدوں پر مشتمل ان کی کتاب مکتوبات مشاہیر علمی وتحقیقی حلقوں میں اپنا لوہا منوا چکی ہے، اب خطبات مشاہیر کی دس جلدیں منصۂ شہود پر آ گئی ہیں۔ اس میں ایسے نوادرات جمع کر دیئے گئے ہیں جن کی تلاش کارے دارد والا مسئلہ ہے، لیکن مولانا سمیع الحق نے یہ کارنامہ بھی انجام دے ڈالا۔

اکوڑہ خٹک کا دارالعلوم ابھی ایک اسکول کی شکل میں تھا کہ مولانا سید حسین احمد مدنی یہاں تشریف لائے، یہ پون صدی قبل کا قصہ ہے۔ مگر شیخ الاسلام کے فرمودات اس کتاب کا حرف آغاز ٹھہرے۔ یہ محض تبرک نہیں۔ بلکہ ایمان کی پختگی کے لئے بنیاد کی حیثیت رکھتے ہیں۔

رکئے صاحب! میں نے تیزی سے کتابوں کے صفحات پلٹنے شروع کر دیئے، ویسے یہ کام بھی کٹھن اور ایک نشست میں ناممکن ہے۔

پہلے مجھے اس تصنیفی کارنامے پر خراج تحسین پیش کرنا ہے۔ برصغیر میں تصنیف وتالیف کے حوالے

---

* معروف کالم نگار، دانشور روزنامہ ''نوائے وقت''

سے ندوہ العلما کی ایک خاص پہچان ہے۔ اس ادارے سے منسلک اسکالرز نے تحقیقی کتابوں کا اتنا بڑا ڈھیر لگا دیا جتنا شاید ہلاکو اور چنگیز خاں، انسانی سروں کا نہیں لگا سکے۔ اسلام کی پہچان تعلیم و تعلم سے ہے، پہلی وحی میں حکم ربانی تھا: اقرا۔ یہ سلسلہ مدینہ کے اصحاب صفہ کے پلیٹ فارم سے منظم ہوا، یہاں سے بغداد، قاہرہ، دمشق، غرناطہ، قرطبہ، قم، سمرقند اور بخارا تک پھیلتا چلا گیا۔ جامعہ دارالعلوم اکوڑہ خٹک اس شاہراہ کا اہم سنگ میل ہے۔

مولانا سمیع الحق ایک ہفت رنگ شخصیت ہیں، مگر میں ان کی تحقیقی کاوشوں تک محدود رہنا چاہتا ہوں، اور حقیقت یہ ہے کہ ان کا احاطہ بھی اس مختصر کالم میں کرنے سے قاصر ہوں۔

خطبات مشاہیر اصل میں تو ان خطبات پر مشتمل ہے جو اس درسگاہ میں دیئے گئے مگر مولانا سمیع الحق نے اس کی تدوین کے دوران اس کا دائرہ بے حد وسیع کر دیا ہے اور اگر کوئی تقریر ان کے زیر انتظام کسی بھی مقام پر منعقد کئے گئے جلسے میں بھی کی گئی ہے تو اسے بھی اس سلسلہ کتب میں شامل کر لیا گیا ہے۔ اس ذیل میں متحدہ شریعت محاذ، ملی یک جہتی کونسل، دفاع افغانستان و پاکستان کونسل، جمعیت علمائے اسلام کو شمار کیا جا سکتا ہے۔

مولانا کا کہنا ہے کہ خطبات مشاہیر ایک ایسا گلدستہ اور علم وہدایت کی کہکشاں ہے جس میں آپ رشد واصلاح، تصوف وسلوک، جہاد وسیاست، دعوت وتبلیغ، درس وتدریس، کے اوج بلند پر فائز شخصیات کی صحبت کی سعادت حاصل کر سکتے ہیں۔ مرشدین و مصلحین امت میں مولانا مدنی، شیخ التفسیر لاہوری، مولانا درخواستی نمایاں ہیں۔ جبکہ حکما امت میں قاری طیب، ابوالحسن علی ندوی،، محدثین میں مولانا عبدالحق، علامہ یوسف بنوری، مولانا ادریس کاندھلوی، اور جہاد و عزیمت کے شہسوار مولوی یونس خالص، مولانا نبی محمدی، مولانا جلال الدین حقانی، ملا عمر، برہان الدین ربانی کے خطبات کو شامل کتاب کیا گیا ہے۔ میدان خطابت کے شناور سید عطاللہ شاہ بخاری، اور مولانا احتشام الحق تھانوی کے رشحات فکر بھی اس سلسلہ کتب کا حصہ بنائے گئے ہیں۔ آئین و قانون کے ماہرین میں اے کے بروہی، اور ڈاکٹر جاوید اقبال کا نام نمایاں ہے، سیاستدانوں کی ایک طویل فہرست ہے، مولانا مفتی محمود، مولانا عبدالستار نیازی، مولانا غلام غوث ہزاروی اور قاضی حسین احمد کے خطبات بھی اس گلدستے میں سجائے گئے ہیں، عالم اسلام کے جید علما کے افکار کو بھی نمایاں جگہ دی گئی ہے۔

سوچنے کی بات یہ ہے کہ اس سارے ذخیرے کو جمع کیسے کیا گیا، میری عقل تو کام نہیں کرتی مگر

مولانا خود فرماتے ہیں کہ کاغذوں کا انبار ہے جو کھنگالا گیا، بعض نوٹس اس قدر مٹ گئے تھے کہ محدب عدسے کی مدد لی گئی، برصغیر میں ہر صاحب علم سے رابطہ کیا گیا کہ آیا کسی کے پاس کوئی کیسٹ وغیرہ ہے، مختلف جرائد اور اخبارات کی فائلوں کی گرد جھاڑی گئی۔ یہ پہاڑ سر کرنے والی بات تھی مگر مولانا نے ہمت نہیں ہاری اور ایسے ایسے جواہر اکٹھے کر لئے کہ آنے والی نسلوں کی راہیں روشن ہو گئی ہیں۔

امت مسلمہ کے دور زوال کی صورت حال ایک عرصے سے درپیش ہے، انگریز نے دعوی کیا کہ اس کی سلطنت میں سورج غروب نہیں ہوتا، کسی طور ہم نے کھینچ تان کر اس سورج کو غروب کر دیا مگر استعمار نے شکل تبدیل کر لی اور اب ریموٹ کنٹرول کا دور ہے۔ میں یہ باتیں مولانا حسین احمد مدنی کے خطبات سے اخذ کر رہا ہوں جنہیں اقبال کی ایک رباعی نے متنازعہ بنا دیا مگر مولانا کا ارشاد ہے کہ مسلمان کی سرشت میں مزاحمت لکھ دی گئی ہے۔ میدان جنگ میں دشمن ہماری تلوار کی تاب نہیں لا سکتا، اسی لئے اس نے ایسا اسلحہ ایجاد کر لیا ہے کہ دور بیٹھے تباہی نازل کر دے اور خود اسے نقصان نہ پہنچے۔ مولانا حسین احمد مدنی کے دور میں یہی کیفیت تھی مگر دشمن کو زچ کرنے کے لئے فلسطینی نوجوانوں نے پہلے تو غلیل استعمال کی، پھر پتھر اٹھائے اور آخر میں خود کش حملوں کا سلسلہ چل نکلا۔ اس کا توڑ دشمن کے پاس نہیں ہے، کسی کے پاس بھی نہیں ہے۔ خود کش بمبار ہمارے دائیں بائیں سے سامنے آ جاتا ہے اور لاشوں کا ڈھیر لگا دیتا ہے۔ خود کش بمبار بھی کسی کو نظر نہیں آتا جیسے کروز میزائل اور ڈرون کسی کو نظر نہیں آتا۔ جدید ٹیکنالوجی نے ہر راڈار کو اندھا کر کے رکھ دیا ہے تو خود کش بمبار بھی ہر راڈار کو چکمہ دینے میں کامیاب ہو جاتا ہے۔ یہ ایک نئی صورت حال ہے، مولانا مدنی حیات ہوتے تو اس پر کچھ تبصرہ فرماتے۔ مگر آج تو شرق سے غرب تک ہر ایک کی عقل دنگ ہے، حواس مختل ہیں۔ ہوش کے طوطے اڑے ہوئے ہیں۔

مستقبل کا کوئی سمیع الحق نئے خطبات مرتب کرے گا تو شاید انسانیت کو درپیش موجودہ قیامت کا تجزیہ سامنے آ سکے۔

میں مولانا کا ممنون ہوں کہ انہوں نے مجھے بھی خطبات مشاہیر کا حصہ بنایا اور پھر دس جلدوں کا یہ سیٹ مجھے ہدیہ کیا، میں اس کے ایک نکتے سے آگے نہیں بڑھ سکا، اپنی بے بضاعتی اور کج فہمی پر شرمندہ ہوں۔ مگر خطبات کی اشاعت پر مولانا سمیع الحق کو ہدیہ تبریک ضرور پیش کرنا چاہتا ہوں، خدا کرے کہ وہ اس طرح کے علمی کام جاری و ساری رکھیں۔ (بشکریہ روزنامہ نوائے وقت ۲۴ دسمبر ۲۰۱۵)